حضرت علیؓ اور علوم نبویؐ

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی ☆

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے ابن عم، آپ کے داماد، سابقین اولین میں ممتاز، سب سے پہلے اسلام لانے والے، عشرہ مبشرہ کے بزم نشین، خلافت راشدہ کے چوتھے رکن، ان کے فضائل و کمالات کو کوئی کیا بیان کرے، بقول حافظ ابن حجر عسقلانی:

مات فی رمضان سنة اربعین وهو یومئذ افضل الاحیاء من بنی آدم بالارض باجماع اهل السنة۔ (تقریب التهذیب)

رمضان سنہ ۴۰ ہجری میں جب اس خاکدان عالم کو آپ نے خیرباد کہا تو باجماع اہل سنت روئے زمین پر جتنے بھی انسان بقید حیات تھے ان سب سے آپ افضل تھے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

ان الخلافة لم تزین علیا بل علی زینها۔ (۱)

خلافت نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زینت نہیں بخشی بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کو زینت بخشی ہے۔

اور اسی بنا پر امام ممدوح کی تصریح ہے کہ:

من لم یربع بعلی فی الخلافة فهو اضل من حمار اهله (۲)

جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ رابع نہ مانے وہ اپنے گھر کے گدھے

☆ معروف محقق عالم دین، سابق استاذ جامعہ اسلامیہ بہاولپور

سے بھی زیادہ بے وقوف ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی گرانقدر تصنیف "قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین" میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے فضائل کا ایک مختصر سا جائزہ لیا ہے جو ہدیہ ناظرین ہے۔ فرماتے ہیں "علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بہت ہیں اور ان کے مناقب بیشمار:

۱۔ وہ پہلے ہاشمی ہیں جو ایک ہاشمی خاتون کے بطن سے پیدا ہوئے۔

۲۔ ان کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی یہ ایسی فضیلت ہے جو ان سے پہلے صرف ایک صاحب کو نصیب ہوئی تھی' اور یہ صاحب جیسا کہ "مستدرک حاکم" میں مذکور ہے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

۳۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آغوش تربیت میں نشوونما پائی۔

۴۔ ایک قول کے مطابق یہی پہلے شخص ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے ۔ دوسرے قول کے مطابق پہلے مسلمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

۵۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خویش (داماد) تھے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد کا سلسلہ ان ہی کی صلب سے باقی رہا۔

۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے موقع پر بستر نبوی ؐ پر جا کر یہی سوئے تاکہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جا چکے ہیں۔

۷۔ (مدینہ نبوی ؐ میں) عقد مواخات کے وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مواخات (یعنی آپ کے بھائی بننے) کا شرف حاصل ہوا۔

۸۔ غزوہ بدر میں قریش کے پہلوانوں نے جب مبارزت طلب کی تو حضرت مرتضیٰ ' حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی ان کے مقابلہ میں میدان جنگ میں اترے اور غالب رہے اور پھر اس بشارت سے سرفراز ہوئے کہ روز قیامت جب (مومنین کی) کفار سے مخاصمت شروع ہوگی تو سب سے پہلے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں بزرگوں کے ساتھ حق تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہوں گے"۔

۹۔ غزوہ احد میں ان چند بزرگوں میں سے یہ بھی تھے جو معرکہ میں ثابت قدم رہے اور اس

جنگ میں نمایاں سعی آپ سے ظاہر ہوئی۔

۱۰۔ غزوہ خندق میں عمرو بن عبدود کو جو قریش کا مشہور پہلوان تھا جہنم رسید کیا۔

۱۱۔ غزوہ خیبر میں آشوب چشم کی وجہ سے جو اس وقت آپ کو لاحق تھا اولاً شرکت کا موقع نہ مل سکا لیکن بعد کو توفیق الٰہی نے دستگیری کی اور باوجود آشوب چشم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی اور پھر آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے آشوب چشم سے شفا پائی اور قلعہ خیبر آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ اور اس موقع پر ایسی فضیلت تامہ آپ کے نصیب میں آئی کہ زبان رسالتؐ سے یہ کلمات آپ کے حق میں صادر ہوئے:۔

سابعث غداً رجلا یحب اللہ و رسولہ' ویحبہ اللہ ورسولہ۔

میں کل ہی ایسے شخص کو اس مہم پر بھیجوں گا کہ جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس سے محبت رکھتے ہیں۔

۱۲۔ غزوات نبویؐ میں بہت سے مواقع پر عساکر نبویؐ کے علمبردار آپ ہی تھے۔

۱۳۔ سنہ ۹ ہجری میں آیہ براءت کی تبلیغ کا شرف آپ ہی کے حصہ میں آیا اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ فرماتے ہوئے کہ

لا یبلغہ الا انا اورجل منی۔

اس کی تبلیغ یا تو میں کر سکتا ہوں یا میرے خاندان کا کوئی فرد۔

اس حکم کی تبلیغ کی ذمہ داری آپ ہی کے سپرد کی۔

۱۴۔ غزوہ تبوک میں مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہوئے۔ اور اس باب میں: انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی۔

(جو منزلت ہارون کی موسی کے یہاں تھی وہی تمہاری میرے یہاں ہے)۔

کی فضیلت عظمیٰ آپ کو نصیب ہوئی۔

۱۵۔ ہجرت کے آخری سال آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یمن کی حکومت پر آپ کو

متعین فرمایا اور وہاں کا قلعہ آپ کے ہاتھوں فتح ہوا۔

۱۶۔ اور جب مال غنیمت کے خمس میں سے ایک لونڈی آپ کے حصہ میں آئی اور اس کے بارے میں لوگوں میں قیل وقال شروع ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پاس غیرت کی بنا پر لوگوں کو ایذا رسانی سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا:۔

ھو منی وانا منہ۔

(تم نے علی کو کیا سمجھا ہے) وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔

۱۷۔ اور "غدیر خم" کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا:

من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

میں جس کا دوست ہوں علی اس کے دوست ہیں۔

۱۸۔ اور مباہلہ کے وقت جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل بیت کو اپنے ہمراہ لیکر تشریف فرما ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے۔

۱۹۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ دعا فرمائی کہ:

اللھم ھولاء اھل بیتی فطھرھم تطھیرا۔

اے اللہ یہ لوگ (علیؓ، فاطمہؓ و حسنینؓ) میرے اہل بیت ہیں تو ان کو خوب پاک کردے۔

تو حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان حضرات میں نہ صرف شامل بلکہ ان سب کے بڑے تھے۔

۲۰۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان کے حق میں ارشاد ہے:

لا یحب علیا منافق ولا یبغضہ مومن۔

علی سے نہ کوئی منافق محبت رکھ سکتا ہے اور نہ کوئی مومن بغض رکھ سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اس بنا پر تھا کہ آپ امر حق پر عمل پیرا اور امر الٰہی کی بجا آوری میں شدت کے ساتھ سرگرم تھے۔

۲۱۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ حکم دیا کہ مسجد نبوی ؐ کے سب دروازے جو لوگوں نے اپنی نجی آمدورفت کے لئے کھول رکھے ہیں بند کر دیئے جائیں تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے دروازے کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا کیونکہ ان کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمسائیگی کا شرف حاصل تھا اور آپ کو اِن کا قرب مطلوب تھا۔

ان اکیس فضائل کو بیان کرنے کے بعد شاہ صاحب ممدوح کے الفاظ ہیں:

ایں بود شرح قیام اوبیک جناح نبوت کہ افشائے اسلام است' ونصرت او در جناح دیگراز جناحین خلافت نبوت کہ افشائے علم است آثار جمیلہ ازوے ظاہر شدند۔

اشاعت اسلام جو نبوت کا ایک بازو ہے اس کے برپا کرنے میں حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو مساعی تھیں یہ ان کی شرح ہے' اور خلافت نبوت ؐ کے دو بازوؤں میں سے دوسرے بازو کی نصرت یعنی اشاعت علم کے سلسلے میں جو آپ سے آثار جمیلہ ظاہر ہوئے۔ ان کی تفصیل یہ ہے:۔

۱۔ تعلیم قرآن۔ چنانچہ تاحال آپ کی روایت باقی ہے اور قراء سبعہ میں سے بعض حضرات اس قرآن مجید کو آپ سے روایت کرتے ہیں۔

۲۔ حدیث نبوی ؐ کی روایت کے اعتبار سے آپ کا شمار مکثرین میں ہے یعنی ان صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے جن سے بکثرت احادیث نبویہ ؐ مروی ہیں۔

۳۔ (فقہ) آپ کے عہد خلافت میں آپ کے ہاتھوں بکثرت مسائل کے فیصلے ظاہر ہوئے اور امت میں محفوظ رہے۔

۴۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے علم کی گواہی دی اور فرمایا کہ:

انا مدينة الحكمة وعلى بابها

میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

۵۔ اور مسائل قضاء میں ان کے تفوق کو بھی بتلایا چنانچہ ارشاد ہے:۔

اقضاکم علی

تم میں سب سے بڑے قاضی (یعنی فریقین میں نزاعی مسائل کا فیصلہ کرنے والے) علیؓ ہیں۔

۶۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس امر سے پناہ مانگا کرتے تھے کہ کوئی سخت الجھا ہوا مسئلہ ان کے سامنے ایسے وقت میں پیش آئے کہ جب حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ ہوں۔

۷۔ خود حضرت علی فرمایا کرتے تھے کہ:

سلونی عن کتاب اللہ فواللہ ما من ایۃ الا وانا اعلم بلیل نزلت او بنھار ام فی سھل او فی جبل۔

مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھ لیا کرو بخدا کوئی ایسی آیت نہیں جس کے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ وہ رات میں اتری تھی یا دن میں اور وہ وادی میں اتری تھی یا پہاڑ پر۔

۸۔ (حکمت) اور ذہن کا جلدی سے (مسئلہ کی حقیقت کی طرف) منتقل ہو جانا جو حکمت کے شعبوں میں سے ایک عظیم شعبہ ہے اس کا بھرپور حصہ آپ کو ملا تھا۔ چنانچہ حساب کے دقیق مسائل نیز مسئلہ کے ماخذ پر کتاب و سنت اور قواعد مقررہ مسلمہ کی روشنی میں متنبہ کرنے کے بے شمار واقعات آپ سے منقول ہیں۔

۹۔ زہد اور بیت المال کے تصرف میں غایت احتیاط کھانے پینے پہننے میں سادگی اور بیت المال کی تقسیم میں اپنی قرابت کا پاس و لحاظ نہ کرنا ان سب امور میں بڑے بلند مقام پر فائز تھے۔ یہ اور اس قسم کے اور بہت سے مناقب جمیلہ آپ میں موجود تھے۔ (۳)

یہ بھی واضح رہے کہ قرۃ العینین "میں شاہ صاحب ممدوح علیہ الرحمہ کے پیش نظر اختصار ہے لیکن انہوں نے اپنی دوسری بے نظیر تصنیف " ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء " کی جلد دوم میں مناقب مرتضوی پر نہایت مبسوط بحث کی ہے جس کی خوبی اس کے دیکھنے ہی سے معلوم ہو سکتی ہے یہ بحث بڑی تقطیع کے پورے جوبیں صفحات پر صفحہ ۲۵۱ سے لیکر ۲۷۴ تک پھیلی ہوئی

ہے۔

حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی خدمات کے سلسلے میں شاہ صاحب نے "ازالۃ الخفاء" میں جو کچھ رقم فرمایا ہے اس کا نہایت ہی مختصر سا تعارف درج ذیل ہے فرماتے تھے:

۱۔ و نصیب او از احیاء علوم دینیہ آنست کہ جمع کرد قرآن را بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴)

دینی علوم کے احیاء کے سلسلہ میں ان کا حصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ہی میں آپ نے قرآن کریم حفظ کرلیا تھا۔

چنانچہ تابعین کی ایک جماعت نے آپ سے قرآن مجید کو روایت کیا ہے اور اس روایت کا سلسلہ تاحال باقی ہے۔ امام عاصم جن کے شاگرد امام حفص کی قراءت آج تمام دنیا میں متداول ہے اور ہم اہل ہندوپاک بھی اسی قراءت میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں ان کا سلسلہ اسناد بھی حضرت مرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت زید بن ثابت پر منتہی ہوتا ہے۔ اسی طرح قراء سبعہ میں امام حمزہ کی قراءت کی سند بھی حضرت ذی النورین اور حضرت علی مرتضیٰ پر ختم ہوتی ہے، اور ان حضرات صحابہ نے خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآن مجید اخذ کیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ یہ قرآن جو آج ہم سب پڑھتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اسی طرح بعینہ لوگوں کے سینہ میں جمع اور محفوظ تھا۔

۲۔ علی رضی اللہ عنہ از حفاظ حدیث و از مکثرین صحابہ است دربادی النظر قریب شش صد حدیث در کتب معتبرہ از احادیث مرفوعہ وے رضی اللہ عنہ مذکور است ۔ وفی الحقیقت مرفوعات او از ہزار بیشتر میتوان یافت (۵)

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث کے حفاظ اور مکثرین صحابہ میں سے تھے۔ بادی النظر میں تو چھ سو احادیث مرفوعہ کے قریب معتبر کتابوں مین آپ سے منقول ہیں، لیکن درحقیقت آپ کی مرفوع احادیث ایک ہزار سے زیادہ مل سکتی ہیں۔

آپ کی مرویات کی ایک اہم خصوصیت جس کی طرف شاہ ولی اللہ صاحب نے توجہ دلائی

یہ بھی ہے کہ:

وبعض ابواب حدیث کہ پیش ازوے روایت نکردہ بودند' او فاتح اول آں باب است (۶)

چنانچہ اس سلسلہ میں شاہ صاحب ممدوح نے خاص طور پر جن احادیث کی نشاندہی کی ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیہ منورہ اوقات شب و روز کے گزران کی کیفیت جو شمائل ترمذی میں مذکور ہے۔

۲۔ نماز مناجات' جو نورانیت باطن میں بغایت موثر ہے اور جامع ترمذی میں مروی ہے۔

۳۔ نوافل یومیہ ضحیٰ' صلوۃ الزوال وغیرہ جو تصوف کا خاص باب ہے اس کی روایت "مسند احمد" میں موجود ہے۔

۴۔ و از مسائل فتاوی و احکام بسیارے نقل کردہ شد خصوصاً در کتب امام شافعی و در مصنف عبدالرزاق و مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ حصہ وافرہ مذکور است۔

آپ سے مسائل فتاوے و احکام بہت منقول ہوئے خصوصاً امام شافعی رحمہ اللہ کی تصانیف میں نیز مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ میں ان کا بڑا حصہ مذکور ہے (۷)

۴۔ و در بحث توحید و صفات زبانے داشت فصیح و آن بحث در خطبہ وے رضی اللہ عنہ یافتہ می شود و ازمیان صحابہ کبار وی کرم اللہ وجہ بان زبان متفرد است گویا در باب توحید و صفات از فن کلام متکلم اول او است' ووے در آن مقامات از اصل سنت سنیہ انبیاء بیرون نرفتہ۔ (۸)

توحید و صفات الٰہی کے بارے میں آپ کی زبان فیض ترجمان پر فصاحت کے دریا جاری تھے۔ یہ مضمون آپ کے خطبات میں پایا جاتا ہے۔ صحابہ کبار میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس بحث میں اپنے زور بیان میں منفرد ہیں۔ گویا فن کلام میں جو توحید و صفات کا باب ہے اس کے پہلے متکلم امت میں آپ ہی ہیں اور ان مقامات کے بیان میں انبیاء

کی اصل سنت سنیہ سے آپ نے قدم باہر نہیں رکھا ہے۔

۵۔ در باب تصوف بحرے بود بغایت وسیع .... قال الجنید رحمہ اللہ شیخنا فی الاصول والبلاء علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ (۹)

اور علم تصوف کا تو آپ ایک نہایت وسیع سمندر تھے .... حضرت جنید رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "اصول اور بلاء میں تو ہمارے شیخ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔

۶۔ در سم فصاحت و بلاغت در خطب آوردہ اوست خلفائے سابق بان مشغول نمی شدند۔

خطبات میں فصاحت و بلاغت کا طریقہ آپ ہی کا جاری کردہ ہے۔ خلفاء سابق اس میں مشغول نہ ہوئے۔

۷۔ باز در زمان شیخین مشیر در مسائل دینیہ و وزیر در تدبیرات ملکیہ ایشان بود' وایشان در تعظیم وتوقیر دور دور رفتہ و مناقب و فضائل او رضی اللہ عنہ واضح ساختہ اند۔ (۱۰)

پھر حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں دینی مسائل کے مشیر اور ملکی تدابیر میں ان کے وزیر ہی رہے اور یہ حضرات بھی ان کی تعظیم و توقیر بہت ہی زیادہ کرتے تھے اور ان کے مناقب و فضائل خوب دل کھول کر بیان کرتے تھے۔

اور شاہ صاحب نے قرۃ العینین میں یہ بھی فرمایا ہے کہ:

اکثر حالات میں حضرت عبداللہ بنْ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاوی پر اور بعض حالات میں حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلوں پر اعتماد کرنا بشرطیکہ ان کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ نے نقل کیا اور ثابت رکھا ہو۔ اور بعد ازاں ابراہیم نخعی و شعبی کی تحقیقات و تجربات کو سامنے رکھنا یہ امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے مذہب کا اصول ہے جس کی بنا پر ان کے مذہب کی ایک خاص شکل پیدا ہو گئی۔ (۱۱)

اس سے اندازہ لگایئے کہ مذہب حنفی پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سب سے زیادہ جس کا اثر ہے حضرت مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہیں۔

واضح رہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام فقہی مسائل مستقل کتاب کی

صورت میں علیحدہ بھی مدون کر دیئے گئے ہیں چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی" اپنے فتاوی میں رقمطراز ہیں:۔

لالکائی از محدثین اہل سنت مذہب علی مرتضیٰ را در فقہیات از کتاب الطہارۃ تا کتاب القضاء بہ ترتیب جمع کردہ کتابے مستقل در فقہ ساختہ است ہر کسے کہ خواہد بطرف آن کتاب رجوع کند۔ (۱۲)

محدثین اہل سنت میں سے لالکائی نے مسائل فقہ میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کو کتاب الطہارت سے لیکر کتاب القضاء تک جمع کر کے ایک مستقل کتاب فقہ کی تیار کر دی ہے' چنانچہ جو شخص چاہے اس کتاب کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

حافظ شمس الدین الذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں محدث لالکائی کا ترجمہ لکھا ہے جو ان الفاظ میں شروع ہوتا ہے للالکائی لامام ابوالقاسم ہبہ اللہ بن الحسن بن منصور الطبری الحافظ الفقیہ الشافعی محدث بغداد' انہوں نے بہت سے محدثین سے حدیث کا سماع کیا تھا۔ فقہ کی تعلیم ابو حامد اسفرائنی سے پائی تھی' محدث خطیب بغدادی حدیث میں ان کے شاگرد تھے رمضان ۴۱۵ ہجری میں وفات پائی۔ ان کی تصانیف میں اس کتاب کے علاوہ جس کا ذکر شاہ عبدالعزیز صاحب نے کیا ہے ایک کتاب السنۃ ہے دوسری رجال صحیحین پر ان کی ایک تالیف ہے۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی احادیث مرویہ کو جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے لکھا ہے حدیث کی معتبر کتابوں میں علماء محدثین نے جمع کر دیا ہے۔ کتب حدیث کا ایک مستقل عنوان ہے مسند۔ اس نام سے حدیث کی جتنی کتابیں جمع کی گئی ہیں ان میں ہر صحابی کے نام کے تحت اس صحابی کی تمام مرویات کو بلالحاظ مضمون یکجا ذکر کر دیا جاتا ہے۔ مسانید اسلام میں بکثرت مرتب ہوئیں سینکڑوں ہزاروں کتابیں اسی عنوان کے تحت لکھی گئیں۔ مگر ان میں سب سے مبسوط کتاب امام شیخ الاسلام ابو عبدالرحمن بقی بن مخلد القرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۲۷۶ ھ کی مسند کبیر ہے۔ حافظ ابن حزم اندلسی کا بیان ہے کہ اس مسند میں تیرہ سو سے زائد صحابہ کی مرویات درج ہیں اور پھر ہر صحابی کی حدیث ابواب فقہیہ پر بھی مرتب ہے' اس اعتبار سے کتاب مسند بھی ہے اور مصنف بھی اس خوبی کی حامل کسی اور مصنف کی کتاب نہیں (۱۳) شیخ الاسلام

بقی بن مخلد علم حدیث میں بخاری و مسلم کے ہمسر تھے۔ امام ابن حزم نے تصریح کی ہے کہ:

كان بقي ذا خاصه من احمد بن حنبل و جاريا في مضمار البخاري و مسلم والنسائي

بقی کو امام احمد بن حنبل کی خدمت میں بڑا اختصاص حاصل تھا یہ بخاری مسلم اور نسائی کے ہم عنان ہیں۔

حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویہ احادیث مرفوعہ کی تعداد شاہ ولی اللہ صاحب نے چھ سو کے قریب بتلائی حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں:

علی بن ابی طالب کی پانچ سو چھتیس روایات ہیں' اور حافظ ابو نعیم اصفہانی نے کہا ہے کہ چار سو سے زائد متون حدیث ان سے مروی ہیں طرق و اسانید کا اس میں شمار نہیں۔ اور حافظ برقی کہتے ہیں کہ جو حدیثیں ہمارے پاس ان کی محفوظ ہیں وہ دو سو کے قریب ہیں۔ (۱۴)

حافظ ابن جوزی نے تعداد احادیث کا سارا باب اسی "مسند بقی بن مخلد" سے نقل کیا ہے۔ البتہ اس سلسلہ میں وہ مزید اضافہ حافظ ابوبکر برقی کی تاریخ اور حافظ ابو نعیم اصفہانی کی کتاب سے کرتے جاتے ہیں جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویہ احادیث کی تعداد بیان کرتے ہوئے بھی انہوں نے کیا ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق "تلقیح" میں "ستہ و ثلاثون (۳۶) کے الفاظ غلطی سے طبع ہو گئے ہیں اصل میں ستہ و ثمانون ہیں یہ خدا ہی کو معلوم کہ اصل مخطوط منقول عنہا میں بھی یہ غلطی تھی یا مطبوعہ نسخہ ہی میں واقع ہوئی ہے۔ حافظ ابن حزم کے پیش نظر بھی مسند بقی ہی تھی اور انہوں نے بھی ایک مستقل رسالہ اس موضوع پر قلمبند فرمایا ہے جو ان کی کتاب جوامع السیرۃ کے ساتھ آخر میں طبع ہو گیا ہے۔ اس میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی مرویات کی تعداد ۵۸۶ ہی مرقوم ہے: اور یہی تعداد انہوں نے اپنی دوسری کتاب " الفصل فی الملل و الاهواء و النحل " میں لکھی ہے چنانچہ ان کی عبارت حسب ذیل ہے:۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پانچ سو چھیاسی مسند حدیثیں مروی ہیں جن میں پچاس کے قریب صحیح ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تیس سال سے زیادہ زندہ رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بڑی جماعت کے گذر جانے کے سبب لوگ کثرت سے آپ کی

> خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے پاس جو علم تھا اس کی ان کو ضرورت پڑی چنانچہ کثرت سے ابن آفاق نے آپ سے حدیثیں سنیں کبھی صفین میں اور کئی برس کوفہ میں اور کبھی بصرہ اور مدینہ میں۔ (۱۵)

حافظ ابن حزم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویات کی جو تعداد بیان کی ہے یہی تعداد امام سیوطی کی تاریخ الخلفاء اور علامہ خزرجی کی کتاب خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال میں مرقوم ہے خزرجی نے یہ بھی لکھا کہ ان میں بیس حدیثیں متفق علیہ ہیں یعنی امام بخاری و مسلم دونوں نے ان کو روایت کیا ہے اور نو حدیثوں کی روایت صرف بخاری نے کی ہے اور پندرہ کی صرف مسلم نے۔ غالباً اسی نقطۂ نظر سے ابن حزم نے صحیح احادیث کی تعداد پچاس کے قریب لکھی ہے۔ لیکن یاد رہے یہ تعداد صحیح لذاتہ کی ہے جو محدثین کے نزدیک صحیح کی سب سے اعلیٰ شمار کی جاتی ہے ورنہ ثبوت کے لحاظ سے حدیث کی چار قسمیں ہیں (۱) صحیح لذاتہ (۲) صحیح لغیرہ (۳) حسن لذاتہ (۴) حسن لغیرہ۔ یہ چاروں قسمیں بالاتفاق مقبول ہیں اور حجت مانی جاتی ہیں۔

پھر یہ بھی واضح رہے کہ یہ تعداد ان احادیث کی ہے جو مسند بقی بن مخلد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہیں ان کی جملہ مرویات کی یہ تعداد نہیں بعض لوگوں کو اس سلسلہ میں یہ غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ مسند بقی میں ہر صحابی سے مرویات کی جو تعداد مذکور ہے اس سے زیادہ اس صحابی سے اور کچھ مروی نہیں یہ محض غلط ہے حافظ ابن جوزی تلقیح میں لکھتے ہیں:

> ابو عبدالرحمن بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں جمہور صحابہ کی بکثرت حدیثیں جمع کیں ہیں چنانچہ اسی بنا پر ہر صحابی نے جو حدیثیں روایت کی ہیں ان میں سے بعض کی تعداد اسی کتاب کو پیش نظر رکھتے ہوئے بیان کر دی گئی ہے اس سے بعض متاخرین اس وہم میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ یہ صحابی بس اتنی ہی حدیثیں بیان کرتے ہیں حالانکہ درحقیقت ایسا نہیں جیسا کہ ان کو وہم ہوا ہے بلکہ یہ تو روایات کی اس مقدار کا بیان ہے جو مصنف کو پہنچی ہے۔ (۱۶)

مسند بقی تو آج کل ناپید ہے لیکن جو مسانید طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں وہ یہ ہیں:۔

۱۔ مسند امام ابو داود و سلیمان بن داود طیالسی المتوفی ۲۰۴ھ جن کا شمار اسلام کی قدیم ترین مسانید میں ہے بلکہ بعض حضرات اس باب میں سب سے پہلی تصنیف انھیں کی مسند کو

خیال کرتے ہیں، یہ "مسند" دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن سے ۱۳۲۱ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔ اس میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویات صفحہ ۱۵ سے صفحہ ۲۶ تک درج ہیں۔

۲۔ "مسند" امام عبداللہ بن زبیر حمیدی المتوفی ۲۱۹ھ یہ کتاب دو جلدوں میں مجلس علمی کراچی نے شائع کی ہے۔ اور اس کی تصحیح و تحشیہ کا کام مولانا حبیب الرحمن صاحب محدث اعظمی نے انجام دیا ہے مگر اس مسند میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت ہی کم روایتیں مذکور ہیں جن کی کل تعداد تئیس ہے۔

۳۔ مسند امام احمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ جو اس وقت موجودہ تمام مسانید میں سب سے زیادہ ضخیم ہے اور باریک ٹائپ پر چھ ضخیم جلدوں میں پہلے مصر اور پھر بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔ اس مسند میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایات ص ۷۵ سے شروع ہو کر ص ۱۶۰ پر ختم ہوتی ہیں۔

"صحاح ستہ" میں حضرت مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی مرویات کی تعداد (۳۲۲) تین سو بائیس ہے۔ جن کو ان سے ایک سو ترپن صحابہ و تابعین نے نقل کیا ہے۔ ان سب احادیث کی فہرست حافظ جمال الدین مزی نے اپنی گراں قدر تصنیف "تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف" میں راویوں کے اسماء کو حروف تہجی مرتب کر کے پیش کر دی ہے اور ہر حدیث کے بارے میں نشاندہی کر دی ہے کہ صحاح ستہ کے کس باب میں کس راوی کی سند سے وہ مروی ہے۔

ان کے علاوہ حدیث کی بکثرت قلمی اور مطبوعہ کتابیں ہیں جن میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ سے بکثرت روایتیں پائی جاتی ہیں اور عین ممکن ہے کہ ان کتابوں میں بعض وہ حدیثیں بھی موجود ہوں جو مسند بقی میں نہیں ہیں۔

صحاح ستہ کی بزم کے رکن رکین امام احمد بن شعیب نسائی المتوفی ۳۰۳ھ جو امام بقی کی طرح امام بخاری و امام مسلم کے ہم پایہ ہیں بلکہ محققین حفاظ حدیث تو ان کو امام مسلم پر بھی فوقیت دیتے ہیں۔ انہوں نے مستقل طور پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثوں کو جمع کرنے پر توجہ دی اور ان کو ایک علیحدہ کتاب میں مدون کر دیا جس کا نام ہے "مسند امیر المومنین علی بن ابی طالب"۔

اسی دور کے ایک اور بزرگ حافظ علامہ ابو یوسف یعقوب بن شیبہ نزیل بغداد المتوفی ۲۶۲ ہجری جو شیخ الاسلام بقی بن مخلد امام محمد بن جریر طبری اور امام نسائی سب سے عمر اور طبقہ میں بڑے تھے انہوں نے بھی حدیث میں ایک بہت بڑی سند لکھی تھی جس کا تعارف امام شمس الدین ذہبی نے "تذکرہ الحفاظ" میں ان الفاظ میں کرایا ہے:۔

ما صنف مسند احسن منہ و لکنہ ما اتمہ۔

اس سے بہتر مسند تصنیف نہیں ہوئی لیکن وہ اس کو مکمل نہ کر سکے۔

اور اپنی دوسری مشہور تصنیف سیراعلام النبلاء میں اس مسند کا ذکر ان لفظوں میں کرتے

السند الکبیر العدیم النظیر المعلل' الذی تم من مسانیدہ نحو من ثلاثین مجلدا' ولو کمل لجاء فی مائۃ مجلد۔

مسند کبیر عدیم النظیر معلل جس کی مسانید میں سے صرف تیس جلدوں کے قریب مکمل ہو سکیں' ورنہ اگر یہ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچتی تو سو جلد میں آتی۔

"معلل کا مطلب یہ ہے کہ احادیث کی اسانید کے ساتھ ان کے عِلَل پر بھی تفصیل سے کلام کیا جائے ۔ محدثین نے تصریح کی ہے کہ کوئی معلل کتاب پائیہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی کیونکہ اس کے ختم ہونے سے پہلے مصنف کی عمر ختم ہو جاتی ہے۔ یعقوب بن شیبہ بڑے پایہ کے محدث تھے' حافظ ذہبی نے لکھا ہے و کان من کبار علما والحدیث ۔ حق تعالیٰ نے دولت علم کے ساتھ دولت دنیوی سے بھی نوازا تھا۔ چنانچہ مسند کی تبیض پر دس ہزار اشرفیاں خرچ کیں۔ ان کی حویلی میں چالیس لحاف ان بیضہ نویسوں کے لئے تیار رہتے تھے جو اس خدمت کو انجام دینے کے لئے رات دن یہاں ہی بسر کرتے تھے کہتے ہیں کہ اس مسند کبیر کی مسند ابی ہریرہ" کا حصہ جو مصر میں لوگوں کی نظر سے گذرا وہ دو سو جزء پر مشتمل تھا۔ اس کے علاوہ مسند یعقوب کے جو جزء بیضیہ ہو کر منظرعام پر آئے وہ مسانید عشرہ مبشرہ' مسند ابن مسعود' مسند عمار' مسند عباس اور بعض موالی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسانید ہیں ان میں صرف حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی مسند پانچ جلدوں پر مشتمل تھی۔ (۱۷)

حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث نبوی کی روایت میں کن کن احتیاطوں کو مدنظر رکھتے تھے۔ امام ذہبی نے "تذکرہ الحفاظ" میں ان کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

۱۔ وکان اماما عالما متحریا فی الاخذ بحیث انہ یستحلف من یحدثہ بالحدیث۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام تھے عالم تھے' اخذ حدیث اور روایت کو قبول کرنے میں احتیاط برتتے تھے چنانچہ جو شخص بھی آپ کے سامنے کوئی حدیث بیان کرتا تو پہلے اس سے قسم لے لیتے۔

البتہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت اس اصول سے مستثنیٰ تھی کہ آپ ان کی روایت بغیر حلف لئے ہی قبول فرما لیتے تھے۔

عن علی قال حدثوا الناس بما یعرفون ودعوا ما ینکرون اتحبون ان یکذب اللہ و رسولہ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لوگوں کو وہ حدیثیں بیان کرو جو جانی پہچانی ہوں اور وہ نہ بیان کرو جن سے وہ بدکیں' کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے؟

حضرت ممدوح کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد امام ذہبی نے یہ افادہ فرمایا ہے:

(اب دیکھئے) بلاشبہ امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منکر (اوپری) روایت کے بیان کرنے سے سختی سے روک دیا اور مشہور روایت کے بیان کرنے کی ترغیب دلائی' اور یہ فضائل ' عقائد اور مواعظ کے بارے میں واہی اور منکر روایت کے بیان کرنے سے رک جانے کا بڑا کار آمد اصول ہے۔ اور منکر کی غیر منکر سے شناخت جب تک فن رجال میں گہری نظر نہ ہو نہیں ہو سکتی۔

۳۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان چند صحابہ میں شامل ہیں جن کو عہد رسالت میں حدیث نبویؐ کی کتابت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ چنانچہ حافظ ذہبی نے نقل کیا ہے:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوائے قرآن کریم کے اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے (جو تمہارے سامنے

ہے) اور کچھ نہیں لکھا۔

اس صحیفہ کا ذکر حدیث کی کتابوں میں موجود ہے یہ حدیثیں چند فقہی احکام سے متعلق تھیں حافظ ذہبی نے "تذکرۃ الحافظ" میں لکھا ہے کہ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب بہت ہیں اور میں نے ایک کتاب آپ کے فضائل و مناقب پر لکھی ہے جو ایک پوری جلد میں ہے اور اس کا نام ہے "فتح المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب"۔

احادیث نبویہ ؐ کے مطالب و معانی کے سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ:

اذا حدثتم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا فظنوابہ الذی ھو اھنا، والذی ھو اھدی، والذی ھو اتقی۔

> جب تمہارے سامنے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کی جائے تو وہ معنی لو جو سب سے زیادہ عمدہ، سب سے زیادہ قرین ہدایت، اور سب سے زیادہ تقوی کو بتاتے ہوں۔

محدثین نے اختلاف روایات کے تحت ترجیح کے بہت سے اصول بیان کیئے ہیں چنانچہ حافظ ابوبکر حازمی نے اپنی مشہور کتاب الاعتبار فی الناسخ و المنسوخ من الاثار میں پچاس کے قریب وجوہ ترجیحات ذکر کی ہیں یہ کتاب مصر اور ہندوستان دونوں جگہ طبع ہو چکی ہے اس میں پچاسواں ضابطہ یہ بتایا گیا ہے کہ جب کسی ایسے مسئلہ میں دو مختلف حدیثیں وارد ہوں کہ جن کا تعلق قضاء سے ہو تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت کردہ حدیث کو ترجیح دی جائے گی۔

اہل سنت میں مذہب حنفی کو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خصوصی نسبت ہے، یہ مذہب آپ کے انفاس قدسیہ کی خصوصی برکات کا حامل ہے تاریخ سے ثابت ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے جد امجد ایک بار اپنے صغیر السن صاحبزادے جناب ثابت علیہ الرحمہ کو جو امام صاحب کے والد ماجد ہیں، لیکر خدمت مرتضوی میں حاضر ہوئے تو حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے اور ان کی اولاد کے حق میں برکت کی خصوصی دعا فرمائی تھی۔ چنانچہ یہ اسی دعا کی برکت کا اثر ہے کہ فقہ حنفی کو چار دانگ عالم میں غلبہ نصیب ہوا اور آج بھی اسلامی دنیا کی غالب اکثریت اسی مذہب کی پیرو ہے۔ فقہ مرتضوی کا اصل ترجمان مذہب حنفی ہی ہے دور کیوں

جائیے نماز کے مشہور مسائل آہستہ سے آمین کہنا رکوع میں جاتے ہوئے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہ کرنا۔ زیر ناف ہاتھ باندھنا۔ گاؤں میں نماز جمعہ و عیدین کا نہ پڑھنا۔ تراویح کی بیس رکعت' ان تمام مسائل میں فقہ حنفی میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ ہی کے فتاوی پر عمل ہے۔

اور اسی وجہ سے صحیح مسلم کے مقدمہ میں مغیرہ بن مقسم علیہ الرحمہ سے جو کوفہ کے مشہور فقہاء و محدثین میں ہیں اور امام ابوحنیفہ کے استاد بھی' مروی ہے کہ:

لم یکن یصدق علی علی فی الحدیث الامن اصحاب عبدالله بن مسعود۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صرف وہی حدیث سچی مانی جاتی تھی جس کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ ان سے نقل کرتے تھے۔

امام حافظ شمس الدین ذہبی اپنی مشہور کتاب سیر اعلام النبلاء میں تصریح کی ہے کہ:۔

اہل کوفہ کے سب سے بڑے فقیہ علی اور ابن مسعود ہیں اور ان دونوں کے اصحاب میں سب سے بڑے فقیہ علقمہ ہیں اور علقمہ کے اصحاب میں سب سے بڑے فقیہ ابراہیم نخعی اور ابراہیم نخعی کے اصحاب میں سب سے بڑے فقیہ حماد' اور حماد کے اصحاب میں سب سے بڑے فقیہ امام ابوحنیفہ' اور ان کے اصحاب میں سب سے بڑے فقیہ امام ابو یوسف اور ابو یوسف کے اصحاب آفاق عالم میں پھیل گئے۔ اور ان سب میں سب سے بڑے فقیہ امام محمد اور ان کے اصحاب میں سب سے بڑے فقیہ امام ابو عبداللہ شافعی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان سب پر نازل ہو۔ (۱۸)

(بشکریہ البلاغ' کراچی ۔ شمارہ' جلد)

حوالہ جات

۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ج ۔ ۱، ص ۔ ۱۳۵ طبع مصر۔

۲۔ ابن تیمیہ، منہاج السنہ، ج ۔ ۱ ص ۔ ۱۴۴ طبع مصر ۱۳۲۱ھ

۳۔ شاہ ولی اللہ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین ص ۔ ۱۳۸ تا ۱۴۰ طبع مجتبائی دہلی۔

۴۔ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء ج دوم، ص ۲۷۳۔

۵۔ نفس مصدر ص ۲۷۳۔

۶۔ نفس مصدر ص ۲۷۳

۷۔ نفس مصدر ص ۲۷۴

۸۔ نفس مصدر ص ۲۷۴

۹۔ نفس مصدر ص ۲۷۴

۱۰۔ نفس مصدر ص ۲۷۴

۱۱۔ شاہ ولی اللہ قرۃ العینین ص ۔ ۷۱

۱۲۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فتاوی عزیزی ج ۔ ۱، ص ۔ ۸۰ طبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۱ھ۔

۱۳۔ کشف الظنون، زیر عنوان مسند امام بقی بن مخلد، اسی صفت کی حامل شیخ الاسلام بقی بن مخلد کے معاصر امام ابن جریر طبری کی تہذیب الاثار بھی ہے لیکن افسوس کہ یہ کتاب مصنف کی زندگی میں تمام نہ ہو سکی۔ شیخ الاسلام بقی کی مسند تو آج دنیا میں ناپید ہے لیکن امام ابن جریر طبری کی کتاب کے کئی حصے زیور طبع سے آراستہ ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔

۱۴۔ ابن الجوزی، تلقیح فہوم اہل الاثر فی عنون التاریخ ص ۱۸۴۔ برقی پریس دہلی۔

۱۵۔ ابن الجوزی الفصل فی الملل والاھواء والنحل ج ۔ ۴ ص ۱۳۷۔

۱۶۔ ابن الجوزی تلقیح ص ۱۸۴۔

۱۷۔ ذہبی شمس الدین، سیر اعلام النبلاء ج ۵ ۔ ص ۲۳۶

۱۸۔ ج ۔ ۵ ص ۲۳۶، ترجمہ : حماد بن ابی سلیمان